www.KitaboSunnat.com

تذکرۃ المشاہیر

عبدالرشید عراقی

امام ابو محمّد عبداللہ دارمیؒ اور اُن کی علمی خدمات

امام ابو محمد عبداللہ کا شمار ممتاز محدثین کرام میں ہوتا ہے۔ قدرت نے ان کو غیر معمولی حفظ و ضبط کا ملکہ عطا کیا تھا۔ اربابِ سیر اور ائمۂ حق نے اُن کی جلالت، قدر اور عظمت کا اعتراف کیا ہے۔ امام ابوبکر خطیب بغدادی (م ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں کہ:

"امام دارمیؒ ان علمائے اعلام اور حفاظ حدیث میں سے ایک تھے جو احادیث کے حفظ و جمع کے لئے مشہور تھے[1]"

امام دارمیؒ کی ثقاہت و عدالت کے بھی علمائے فن اور ارباب کمال معترف ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ (م ۸۵۲ھ) نے تہذیب التہذیب میں امام ابوحاتم رازیؒ (م ۲۷۷ھ) کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "دارمیؒ سب سے زیادہ ثقہ و ثابت تھے۔"[2]

امام دارمیؒ احادیث کی معرفت و تمیز میں بھی بہت مشہور تھے۔ روایت کی طرح درایت میں بھی اُن کا مقام بہت بلند تھا۔ روایت اور درایت میں اُن کی واقفیت غیر معمولی اور نظر بڑی وسیع اور گہری تھی[3]

امام دارمیؒ صرف جلیل القدر محدث ہی نہ تھے۔ بلکہ دوسرے علومِ اسلامی میں بھی انہیں کامل دستگاہ حاصل تھی۔ فقہ و تفسیر میں بھی یگانہ تھے۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں کہ:

"امام ابو محمد عبداللہ دارمیؒ باکمال مفسر اور عظیم فقیہ تھے۔ اِن فنون میں ان کی تصنیفات

---

[1] ابوبکر خطیب بغدادی، تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۲۹۔ [2] ابنِ حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۲۹۶
[3] شمس الدین ذہبی، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۱۱۶۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملتی ہیں۔ اور فقہ میں اُن کے مجتہدانہ کمالات کا ثبوت ان کی سنن سے ملتا ہے۔[1]

حکمت و دانائی اور عقل و فراست سے بھی خاص طور پر بہرہ ور تھے۔ خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

"وَكَانَ عَلٰى غَايَةِ الْعَقْلِ وَنِهَايَةِ الْفَضْلِ"[2] یعنی وہ نہایت عاقل و فاضل شخص تھے۔"

علامہ شمس الدین ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں کہ:

"دارمیؒ اپنی متانت اور دانشمندی کے لیے مشہور تھے۔"[3]

امام دارمیؒ جہاں ایک بلند پایہ محدث، مفسر، فقیہ، صاحب عقل و دانش و صاحب بصیرت و فراست تھے۔ وہاں آپ بہت بڑے عابد، زاہد اور مرتاض بھی تھے۔ ہمہ تن عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ ورع اور تقویٰ کے اعتبار سے بہت بلند تھے۔ اربابِ سیر نے اس کا اعتراف بھی کیا ہے۔[4]

امام دارمیؒ کا سب سے بڑا علمی کارنامہ حدیث و سنّت کی مدافعت ہے۔ آپ نے اپنی ساری زندگی توحید و سنّت کی اشاعت اور اس کی حمایت و مدافعت میں بسر کر دی۔ آپ نے مخالفینِ حدیث کا مقابلہ کر کے اُن کا زور توڑ دیا۔ اور احادیث کے متعلق شکوک و شبہات و اعتراضات کا جواب اور کذب و دروغ کی آمیزشوں سے ان کو پاک کر کے عوام و خواص سب کے دلوں میں ان کی عظمت و اہمیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بٹھا دی۔ اس طرح مختلف طریقوں سے انھوں نے علمِ حدیث و آثار کو فروغ بخشا۔ حافظ ابو الحجاج مزی (م ۷۴۲ھ) لکھتے ہیں کہ

"امام دارمیؒ نے اپنے وطن سمرقند میں حدیث و سنّت کا بول بالا کر کے لوگوں کو اس کی جانب مائل اور مخالفینِ حدیث کا قلع قمع کر دیا تھا۔"[5]

امام دارمیؒ کے فقہی مسلک کی تصریح کتابوں میں موجود نہیں لیکن ان کی سنن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عام محدثین کرام کی طرح وہ کسی ایک امام کے مسلک سے وابستہ نہ تھے۔ بلکہ اپنے اجتہاد و تفقہ کے مطابق حدیث و قرآن کی پیروی کرتے تھے۔[6]

---

[1] ابن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۲۹۵۔ [2] ابوبکر خطیب بغدادی تاریخ بغداد ج ۱۰ صفحہ ۲۹
[3] شمس الدین ذہبیؒ۔ تذکرۃ الحفاظ۔ ج ۲ ص ۱۱۶ [4] خطیب بغدادی، تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۲۹۔
[5] ابو الحجاج مزی، تہذیب الکمال ص ۲۰۴ [6] ضیاء الدین اصلاحی، تذکرۃ المحدثین ج ۱ ص ۱۹۳۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علمی خدمات

امام ابو محمد عبداللہ دارمیؒ نے کئی ایک علمی و تحقیقی کتابیں لکھیں ایک ان کی کتاب "کتاب التفسیر" ہے۔ اور ایک دوسری تصنیف "کتاب الجامع" ہے۔ جس کے بارے میں ارباب سیر لکھتے ہیں کہ یہ فقہ و احکام سے متعلق تھی۔[1] فرقہ جہمیہ کی تردید میں بھی آپ کی کئی ایک کتابیں تھیں[2] علامہ سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) نے آپ کی کئی ایک تصانیف کا ذکر کیا ہے[3]

سنن دارمی

سنن دارمی امام دارمیؒ کی سب سے مشہور اور معروف کتاب ہے۔ صحاح ستہ کے بعد حدیث کی جو کتابیں سب سے زیادہ اہم اور مستند سمجھی جاتی ہیں۔ ان میں سنن دارمی کا بھی شمار ہوتا ہے۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) لکھتے ہیں:

"کتاب او از احسن کتب حدیث است"[4]

اس کی اہمیت کی بنا پر محدثین کرام نے اس کی حدیثوں کو قابلِ احتجاج اور لائق استدلال خیال کیا ہے۔ سنن دارمی کی احادیث مشکوٰۃ المصابیح میں آتی ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) نے سنن دارمی کو حدیث کے تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے[5]

سنن دارمی گوناگوں خصوصیات کی حامل ہے۔ اس کی سندیں نہایت عالی اور بلند پایہ ہیں[6] یہ اگرچہ حدیث کی کتاب ہے لیکن اس میں فقہی مسائل و مباحث اور ان کے متعلق فقہاء کے اختلافات و دلائل بھی بیان کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ صحابہؓ و تابعینؒ کے آثار و فتاویٰ بھی درج کئے گئے ہیں۔

سنن دارمی ۲۵ فصول اور ۱۴۰۸ ابواب پر مشتمل ہے[7]

۱۲۸۵ھ میں حضرت محی السنۃ والا جاہ امیر الملک مولانا سید نواب صدیق حسن خانؒ قنوجی رئیس بھوپال (م ۱۳۰۷ھ) حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے۔ تو آپ کو وہاں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) کے ذخیرۂ کتب میں سنن دارمی کا ایک نسخہ دستیاب ہوا۔

---

[1] ابن القیم۔ اعلام الموقعین ج ۲ ص ۵۶۳ [2] احمد حسن دہلوی، حاشیہ تنقیح الرواۃ ص ۶ [3] سیوطی تدریب الراوی ص ۵۷ [4] شاہ عبدالحق دہلوی، اکمال شرح مشکوٰۃ ص ۱۲ [5] شاہ ولی اللہ دہلوی، حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ ص ۱۲۱ [6] ولی الدین خطیب تبریزی، مقدمہ مشکوٰۃ ص ۱۵ [7] ضیاء الدین اصلاحی۔ تذکرۃ المحدثین ج ۱ ص ۱۹۵۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت نواب صاحب مرحوم و مغفور نے یہ نسخہ نقل کر لیا۔ یہی نسخہ ۱۲۹۳ھ میں مولینا عبدالرشید بن محمد شاہ کشمیری مرحوم نے دو اور نسخوں کی مدد سے تصحیح و مقابلہ کے بعد اور اس پر مختصر حواشی تحریر کر کے مطبع نظامی "کانپور" سے شائع کیا۔ مولانا عبدالرشید صاحب نے حواشی میں دوسرے نسخوں سے اس کا فرق بھی ظاہر کیا ہے۔ مشکل الفاظ، اعراب، اسماء الرجال اور بلاد و اماکن کی مختصر وضاحت بھی کی ہے۔ شروع میں ایک علمی و تحقیقی اور جامع مقدمہ بھی تحریر کیا ہے جس میں سنت و حدیث کی اہمیت، محدثین کی عظمت، کتب حدیث کی اقسام اور امام دارمیؒ کے حالات و سوانح اور سنن دارمی کی عظمت و اہمیت پر روشنی ڈالی ہے۔[۱]

امام دارمیؒ ۱۸۱ھ میں خراسان کے شہر سمرقند میں پیدا ہوئے۔ عبداللہ نام۔ کنیت ابو محمد تھی۔ قبیلہ تمیم کی ایک شاخ دارم سے نسبی تعلق تھا۔ اس کی نسبت سے دارمی کہلائے۔[۲]

امام دارمیؒ نے جن نامور علمائے کرام و محدثین عظام سے استفادہ کیا خطیب بغدادی (م ۴۶۳ھ) نے اس کا تفصیل سے تاریخ بغداد میں ذکر کیا ہے۔[۳]

امام دارمیؒ کے تلامذہ کی فہرست بھی طویل ہے۔ بڑے بڑے نامور محدثین کرام اور ائمہ فن اُن کے شاگرد تھے۔ امام ابن ماجہ (م ۲۷۳ھ) کے علاوہ دوسرے تمام ائمہ صحاح ستہ یعنی امام محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ (م ۲۵۶ھ) امام مسلمؒ بن حجاج (م ۲۶۱ھ) امام ابوداؤد سجستانیؒ (م ۲۷۵ھ) امام ابوعیسیٰ ترمذیؒ (م ۲۷۹ھ) اور امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائیؒ (م ۳۰۳ھ) کو ان سے تلمذ کا شرف حاصل ہے۔ امام مسلمؒ، ابوداؤدؒ اور ترمذیؒ نے اپنی کتابوں میں اُن کے مرویات بھی درج کئے ہیں۔[۴]

امام دارمیؒ نے ۷۵ سال کی عمر میں سمرقند میں ۸ ذی الحجہ ۲۵۵ھ کو انتقال کیا۔ اور سمرقند میں ہی دفن ہوئے۔ امام محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ (م ۲۵۶ھ) نے جب آپ کے انتقال کی خبر سنی تو فرط غم سے سر جھکا کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

---

[۱] ضیاء الدین اصلاحی، تذکرۃ المحدثین ج ۱ ص ۱۹۹ [۲] ابن حجر عسقلانیؒ۔ تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۲۹۴ [۳] خطیب بغدادی، تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۲۹ [۴] ابن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۲۹۲- ابن العماد الحنبلی، شذرات الذہب ج ۲ ص ۱۳۰۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، بستان المحدثین ص ۴۳۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ